URDU (H)

میر کے دو اشعار

Dr. Md. Shamshad Akhtar

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے   اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

ابراہیم ذوق کے اس شعر کے مصداق ہے میر تقی میر کا یہ شعر کہ

نازکی اُن کے لب کی کیا کہئے   پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ابراہیم ذوق کے شعر کے مطابق میر کا یہ شعر ہے، تو ایک پہلو سے تو بالکل ہی ذوق کے خیالات کا آئینہ ہے تو دوسری جانب سے اس شعر میں موت و زندگی سے کسی بھی قسم کی وابستگی نظر نہیں آتی۔ حالانکہ اکثر لوگ اس شعر کی تشریح کے وقت بے ثباتیٔ عالم کا ذکر ضرور کرتے ہیں کہ میر نے جو اپنے محبوب کے لبوں کی خوبصورتی کو گلاب کی پنکھڑیوں سے تعبیر کیا ہے وہ محض محبوب کے حسن و جمال کی تعریف ہی نہیں ہے بلکہ اس شعر کے پس پردہ زندگی اور موت کی تلخ حقیقت پوشیدہ ہے۔ بہر حال میر کا یہ شعر، حسن و عشق اور فلسفۂ حیات سے مزین ایک اثر انگیز شعر ہے

بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں

حالت اب اضطراب کی سی ہے

یہ شعر میر تقی میر کا ہے اس شعر میں میر تقی میر کی

شخصیت کے دو پہلو اجاگر ہوتے ہیں (ایک) واردات عشق کی

کیفیت میں مبتلا ایک ایسا عاشق جو اپنے محبوب کے دیدار کی

خاطر در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور اُسے اس میں کامیابی

کی کوئی امید نہیں نظر نہیں آتی تو وہیں (دو) میر تقی میر صوفیانہ

شخصیت کے مالک نظر آتے ہیں۔

اپنے اس شعر کے ذریعے میر تقی میر زندگی اور موت

کے درمیان فاصلے اور حقیقت کا بیان کرتے نظر آتے ہیں ،

اور دنیا و عاقبت سے متعلق انسانی جذبے کی بھرپور نمائندگی کرنے

والا یہ شعر میر تقی میر کے فلسفیانہ رنگ کو اجاگر کرتا ہے۔ وہ

اس شعر کے توسط سے انسانی لاچاری و بے بسی کا ذکر کرتے ہوئے

کہنا چاہتے ہیں کہ انسان جب شدید طور سے زندگی سے نا امید

ہوتا ہے تو وہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے اور تب

انسان پر عجیب سی اضطراری کیفیت طاری ہوجاتی ہے

کہ نہ معلوم اُس کے در سے معافی ملے یا نہ ملے